# آمریت کے نقصانات نیز پاکستان کے نازک سیاسی موڑ پر سیاسدانوں کو مشورے اور ان کی راہنمائی

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۶ راگست ۱۹۸۸ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے درج ذیل آیت کریمہ کی تلاوت کی:

قَالَتْ اِنَّ الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۵﴾ (النمل:۳۵)

پھر فرمایا:

اس آیت میں اُس مشورے کا ذکر ہے جو ملکہ سبا نے اپنی قوم کے جرنیلوں کو دیا تھا۔ یہ اُس وقت کی بات ہے جب حضرت سلیمان کا لشکر ملک کے دروازے کھٹکھٹا رہا تھا اور حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ملکہ سبا کو یہ پیغام بھیجا تھا کہ امن کی راہ سے تم ہمارا تسلط قبول کرلو۔ اُس وقت ملکہ سبا نے اپنے بڑے لوگوں کو اکٹھا کیا، قوم کے جرنیلوں کو اکٹھا کیا اور انہیں سمجھایا کہ جب بادشاہ فوج کشی کے ذریعے ملک میں داخل ہوا کرتے ہیں اور ملک فوجی تسلط میں چلا جاتا ہے تو اُس کے بعض نقصان ہوتے ہیں۔ پہلی بات کہ جب فوجیں کسی ملک پر زبردستی قبضہ کرتی ہیں تو لازماً اُس ملک میں فساد پھیلاتی ہیں اور اُس کے بڑے لوگوں کو چھوٹا کر دیا کرتی ہیں اور چھوٹوں کو بڑا کر دیا کرتی ہیں۔ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جو میں حضرت سلیمان کے متعلق خصوصیت کے ساتھ کہہ رہی ہوں یہ ایک ایسا قانون ہے جو تمام دنیا میں عام ہے اور تمام دنیا کی تاریخ اس پر گواہ ہے

کہ جب بھی فوجیں کسی ملک پر مسلط ہوتی ہیں تو اُس کے نتیجے میں فساد پھیلتا ہے۔حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ایک خراج تحسین بھی اس میں دیا گیا ہے۔ملکہ سبا نے یہ نہیں کہا کہ سلیمان جب اس ملک پر قابض ہوں گے تو وہ ایسا کریں گے یہ بتایا کہ سلیمان سے ہمیں کوئی خطرہ نہیں کیونکہ وہ اس شان کا انسان ہے کہ وہ اپنی ذات میں کسی ملک میں فساد پھیلانے کی نیت سے داخل نہیں ہوگا۔امن کے ساتھ اگر ہم اُس سے صلح کا معاہدہ کرلیں تو ہمیں کوئی خطرہ نہیں لیکن اگر فوج کشی کے ذریعے وہ داخل ہوئے تو یہ ایک قانون عام ہے جسے تبدیل نہیں کیا جاسکتا۔فوجیں جب بھی مسلط ہوتی ہیں اُس کے نتیجے میں فساد برپا ہوتا ہے اور اس کے نتیجے میں بڑے چھوٹے کئے جاتے ہیں اور چھوٹے بڑے کئے جاتے ہیں۔

زمانے کے حالات تبدیل ہو چکے ہیں۔اگرچہ فوج کشیاں اب بھی جاری ہیں۔ملوک خواہ کسی بھیس میں ہوں،کسی شکل میں ہوں وہ دوسرے ممالک پر قبضہ کرنے کی سکیمیں بھی بناتے ہیں اور قبضہ کر بھی لیتے ہیں لیکن اس دور نے ایک نئی قسم کی فوج کشی کو جنم دیا ہے جو اس جدید دور سے خصوصیت کے ساتھ متعلق ہے اور وہ یہ ہے کہ باہر کی فوجیں بھیج کر کسی ملک پر قبضہ کرنے کی بجائے اُس ملک کی فوج کے ذریعے اُس ملک پر قبضہ کیا جاتا ہے اور یہ وہ دور ہے جس میں مارشل لاء کی اصطلاح ایجاد ہوئی ہے اور تمام عصر حاضر کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے یہی پتا چلتا ہے کہ آج کل کسی ملک پر قبضہ کرنے کے لئے سب سے مؤثر ذریعہ اُس ملک کی فوج پر قبضہ کرنا ہے اور اُس فوج کے ذریعے پھر اُس ملک پر حکومت کرنا ہے لیکن خواہ یہ بظاہر امن کے ساتھ ہو یا خون خرابے کے ساتھ ہو یہ نتائج جو ملکہ سبا نے نکالے تھے یہ آج بھی اطلاق پاتے ہیں اور اس میں آپ کوئی تبدیلی نہیں دیکھیں گے۔یہ جو کہا وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ اسی طرح ہوا کرتا ہے،اسی طرح کیا کرتے ہیں سب۔یہ خدا تعالیٰ نے فقرہ محفوظ فرمالیا۔اگر یہ فقرہ غلط ہوتا،اگر یہ نتیجہ غلط ہوتا تو قرآن کریم کا اس کی تردید فرماتا۔قرآن کریم اس کی تردید نہ کرنا بلکہ اس کی نصیحت کے ایک حصے کو محفوظ کرلینا آئندہ نسلوں کے لئے ایک بہت بڑا سبق رکھتا ہے۔اس پہلو سے گزشتہ خطبے کے تسلسل میں میں اپنی قوم کو کچھ نصیحت کرنی چاہتا ہوں۔

امر واقعہ یہ ہے کہ جب بھی کوئی طاقت ملک کی اندرونی سرزمین سے نہ اُٹھ رہی ہو اور ملک کے عوام سے نہ پھوٹ رہی ہو وہ طاقت بہر حال بیرونی رہتی ہے اور بظاہر اُس ملک کے فوجی ہی اُس

ملک پر قبضہ کرتے ہیں لیکن وہ سلطنت بدیسی سلطنت بن جاتی ہے۔اس لئے قانون قدرت ہمیں بتاتا ہے کہ ضروری ہے کہ جب بھی فوج کسی ملک پر قبضہ کرے تو وہ طاقت کے سرچشمے جو طبعی اُس ملک میں پائے جاتے ہیں اُن کو دبائے اور کمزوروں کو اونچا کرے جن کا تمام تر انحصار اُس فوج پر ہو۔اس لئے یہ جوفرمایا اَعِزَّةَ اَهْلِهَآ اَذِلَّةً کہ اُن کے معززین کو ذلیل کر دیا جاتا ہے اور اُس کے برعکس اُن کے ذلیل اور کمزور لوگوں کو اوپر لے آیا جاتا ہے۔اس میں بڑی بھاری حکمت ہے۔اس قانون کو آپ تبدیل نہیں کر سکتے۔کوئی بھی ایسی طاقت جو کسی ملک پر مسلط ہو اور اُسے علم ہو کہ اُس طاقت کی جڑیں اُس ملک کے عوام اور اُس کی اکثریت میں نہیں ہیں وہ اس بات پر مجبور ہوگی کہ طاقتور اُس حکومت میں شریک نہ ہوں اور ملک کے حقیقی نمائندے طاقت پر کسی طرح قبضہ نہ کر سکیں کیونکہ جب طاقت، طاقت کے اہل کے پاس چلی جاتی ہے تو وہ آزاد ہو جاتا ہے اور پھر وہ اپنی مرضی سے جو چاہے کرے۔اس لئے ایسی صورت حال میں یہ حکومتیں جو زبردستی کی حکومتیں ہوں وہ مجبور ہو جایا کرتی ہیں کہ طاقت کے سرچشموں سے ہٹ کر کمزوروں کے گروہوں کو اوپر لائیں اور چونکہ وہ لازماً اپنی بقا کے لئے ان فوجی طاقتوں سے لٹکے ہوئے ہوتے ہیں اُن کے پاؤں زمین پر نہیں ہوتے بلکہ ان طاقتوں کی چھت پر لٹکے ہوئے جسموں کی طرح جو ہوا میں معلق ہوتے ہیں اس لئے وہ مجبور ہیں کہ اپنے آقاؤں کی ہر بات کو جس طرح وہ چاہیں اُن پر عمل کریں اور اُن کی Policies کو بلا چون و چرا اپنے ملک میں رائج کریں۔

یہ وہ خلاصہ ہے جو آپ دنیا کی ہر ایسی حکومت میں دیکھیں گے جو فوجی طاقت سے عوام پر قابض ہوئی ہو۔بیرونی حکومتیں جو یہ طریق اختیار کر رہی ہیں اُس میں بہت سی مثالیں ہیں۔اُن کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں لیکن یہ بات میں خوب کھول کر بیان کرنا چاہتا ہوں کہ اس قسم کی لیڈرشپ کے بہت سے نقصان ہیں جن کا فساد سے تعلق ہے اور وہ طبعی ہیں۔کسی ایک قوم کی حکومت کو الگ طور پر متہم نہیں کیا جا سکتا۔ كَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ میں یہ بات ہمیں سمجھا دی کہ یہ ایک عام طبعی قانون ہے جو جاری ہوگا۔کسی ایک فوج کو آپ الگ کر کے ملزم قرار نہیں دے سکتے۔اس نظام کا حصہ ہیں بعض باتیں جو لازماً جاری ہوں گی۔فساد جو ایسی حکومتوں کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں اُن کی کئی قسمیں ہیں۔سب سے پہلے بات آپ ان حکومتوں میں آپ یہ دیکھیں گے کہ چونکہ بعض ٹولے جو

فوج کی طاقت سے قابض ہوتے ہیں اُن کو ہر وقت یہ خطرہ رہتا ہے کہ کسی وقت بھی عوام کی طاقت کے ساتھ مل کر اس حکومت کو اُلٹا نہ دیا جائے، اس کا تختہ نہ اُلٹ دیا جائے۔ اس لئے وہ اپنے جرم میں اور طاقتور لوگوں کو شریک کرتے ہیں جو اُسی فوج سے تعلق رکھتے ہیں۔ چنانچہ ایسی فوجیں دنیا میں جہاں بھی قابض ہوں اُن میں آہستہ آہستہ ایک Junta (ٹولہ) وجود میں آتا ہے یا غلطا بھی بعض کہتے ہیں French Pronunciation) میں تو Spanish Pronunciation میں، فرنچ (Junta ہو یا غلطا یہ وجود میں آجاتا ہے اور آپس میں ایک سمجھوتہ طے پایا جاتا ہے خواہ ظاہری لفظوں میں ہو یا نہ ہو لیکن ایک دوسرے کے مزاج کو سمجھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ ہماری بقا اکٹھے رہنے میں ہے اور اُس کے ساتھ ہی طاقتور لوگ جو اس Junta کا سر کہلا سکتے ہیں وہ مجبور ہو جاتے ہیں اپنے ساتھیوں کو Corrupt کرنے پر۔ اُن کی خرابیوں کو نہ صرف یہ کہ برداشت کرتے ہیں بلکہ مجبور ہوتے ہیں کہ اُن میں اور وہ خرابیاں پیدا کریں۔ اُن کو کئی قسم کے بدکاموں میں ملوث کرتے ہیں، اُن کی بدیوں سے آنکھیں بند کرتے ہیں اور اُن کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ اس لئے کہ ہر شخص پر اُن کی بدکرداری کی تلوار لٹکتی رہتی ہے اور جتنا کوئی ٹولہ بدکردار ہو جائے اتنا ہی زیادہ اُسے ہر وقت خطرہ رہتا ہے کہ کسی وقت بھی آمر وقت اُن کے سر پر اُس لٹکتی ہوئی تلوار کو گرا سکتا ہے۔ اس لئے یہ ایک آپس میں سمجھوتے کی سازش ہے جسے کھلے لفظوں میں نہ بیان کیا جاتا ہے نہ لکھا جاتا ہے لیکن قانون قدرت ہے جو چلتا ہے اور رفتہ رفتہ یہ ظلم اور سفا کی کا سمجھوتہ اور ملک کی دولت کو مل کر لوٹنے کا سمجھوتا پھیلنا شروع ہوتا ہے اور اوپر سے نیچے کی طرف سرایت کرنا شروع کرتا ہے۔ کچھ عرصے کے بعد اس میں غیر فوجی بھی شامل ہونے لگتے ہیں اور وہ سیاسی ٹولیاں جن کو یہ اپنے ساتھ استعمال کرتے ہیں اُن ٹولیوں کو بھی کچھ رشوت دینی پڑتی ہے اُن کو بھی ساتھ ملانے کے لئے کچھ مراعات عطا کرنی پڑتی ہیں۔ چنانچہ رفتہ رفتہ ملک ایسے لوگوں کے ہاتھ میں چلا جاتا ہے جن کی بدی پھیلنے لگتی ہے اور جو قوم سے الگ ہو کر جس طرح جونکیں کسی بدن کا خون چوستی ہیں اُس کا قوم کا خون چوسنے والے بن جاتے ہیں۔ جوں جوں یہ معاملہ آگے بڑھتا ہے اُن کو اپنے متعلق خطرات محسوس ہونے لگتے ہیں جو بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ ایک دوسرے پر اعتماد کم ہوتا چلا جاتا ہے اور ساری قوم سے بحیثیت مجموعی خطرہ ہو جاتا ہے اس کا یہ لازمی نتیجہ ہے کہ ملٹری انٹیلی جنس Military Intelligence بجائے اس کے

کہ دشمن کی طرف نظر کرے اور اُن کے حالات کا جائزہ لے وہ اپنے ہی ملک کے اوپر اپنے ہی ملک کے حالات کا جائزہ لینے کے لئے وقف ہو جاتی ہے۔ دو طرف سے خطرات اس کے لئے پیدا ہوتے ہیں: اول یہ کہ فوج کے اندر وہ حصہ جو مراعات میں شریک نہیں ہے اور طاقت میں شریک نہیں ہے لیکن طاقت کو سنبھالنے کا ذریعہ ہے اس حصے کے دل میں یہ خیال نہ پیدا ہونے شروع ہو جائیں کہ ملک سے کیا ہو رہا ہے۔ چند بڑے لوگ ہمیں استعمال کر کے ہماری طاقت کے بل پر عوام الناس پر مسلط ہیں اور اُس کے نتیجے میں ہم دن بدن بدنام ہوتے چلے جارہے ہیں اور وہ فوج جو اپنے ملک میں بدنام ہو رہی ہو اُس کے اندر بے چینی پیدا ہو جاتی۔ یہ بے چینی چونکہ آزادی کے خیالات کو جنم دیتی ہے اس لئے لازم ہے کہ فوجی ٹولہ زیادہ گہری نظر سے مطالعہ کرتا رہے کہ کہاں کہاں بے چینی پائی جاتی ہے۔ کس قسم کے لوگوں سے خطرات پیدا ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ Military Intelligence جو درحقیقت دشمن کی حرکات سکنات کی نگرانی کے لئے قائم کی جاتی ہے وہ اپنوں کی حرکات وسکنات کی نگرانی پر وقف ہو جاتی ہے پھر چونکہ عوام سے خطرہ ہوتا ہے اُن عوامی طاقتوں سے خطرہ ہوتا ہے جو سمجھتے ہیں کہ قانون قدرت کے طور پر تو ہم اس لئے بنائے گئے تھے کہ حکومت کے مصالح کا فیصلہ کریں اور ارباب حل وعقد بنیں۔ تمام قوم کے مسائل حل کرنے کی ذمہ داری طبعاً ہم پر عائد ہوتی ہے اور ہمیں محروم کیا جارہا ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ Military Intelligence کی شاخیں پھر ہر سیاسی گروہ میں داخل ہونا شروع ہو جاتی ہیں یا یوں کہنا چاہئے کہ اُن کی جڑیں پھیلنے لگتی ہیں اور تمام سیاسی طاقتوں میں اُن کی کوئی نہ کوئی جڑ داخل ہو جاتی ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ عوام الناس حیران ہو کر دیکھتے ہیں کہ ہم سے ہو کیا رہا ہے۔ ہر سیاسی کوشش جو جنم لیتی ہے، ہر سیاسی تحریک جو پیدا ہونے لگتی ہے وہ کسی نہ کسی طرح بدانجام کو پہنچ جاتی ہے اور حیران ہوتی ہے دنیا یا عوام الناس کہ ہم سے ہو کیا رہا ہے۔ ہمارے جذبات سے کھیلنے والے ہمارے جذبات سے کھیلتے ہیں انہیں انگیخت کرتے ہیں ہمیں گلیوں میں لاتے ہیں اور پھر نتیجہ کچھ نہیں نکلتا۔ اُس کی وجہ یہ ہے کہ ہر سیاسی پارٹی میں Intelligence کے نمائندے موجود ہوتے ہیں اور وہ ان رابطوں پر خوش ہوتے ہیں۔ پھر جب معاملہ آگے بڑھتا ہے یعنی مرض مزید شدت اختیار کرتا ہے تو بہت سے سیاسی رہنما اس بات میں فخر محسوس کرتے ہیں کہ اُن کے فوجی Intelligence سے تعلقات ہیں اور وہ اس اُمید میں ان

تعلقات کو بڑھاتے ہیں اور فروغ دیتے ہیں کہ کوئی ایسا وقت آئے گا جب ہمیں طاقت حاصل کرنے کے لئے فوج کی مدد کی ضرورت پڑے گی۔اُن کے دل قطعی طور پر اس مایوسی کا شکار ہو چکے ہوتے ہیں کہ فوجی طاقت سے کچھ چھیننا ہمارے لئے ممکن نہیں لیکن بھیک مانگنا ممکن ہے اور بھیک مانگنے کے لئے اُن کو اُن کے Right Side پر اُن کے داہنے ہاتھ پر رہنا پڑتا ہے۔اس لئے وہ اپنے خفیہ تعلقات کو بڑھاتے ہیں اور اُن کو ضروری خبریں بھی مہیا کرتے ہیں کہ ہماری مجلسوں میں کیا کیا باتیں طے ہوئیں اور اپنی طاقت محسوس کرتے ہیں بظاہر یہ سوچتے ہوئے کہ ہم غداری نہیں کر رہے۔وہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے بڑی حکمت سے اور سیاست سے کام لیا ہے۔قوم کو مزید فتنوں اور خون خرابے سے بچانے کے لئے ہم نے نہایت ہی عمدہ حکمت عملی اختیار کی ہے۔فوجی طاقت سے روابط بڑھائے ہیں اور اُن میں جو طاقتور ہیں اُن سے دوستی کو فروغ دیا ہے۔نتیجہ یہ نکلے گا کہ ہم اُس دوستی کے ذریعے اُن کو یہ یقین دلائیں گے کہ تمہیں ہر دوسرے سے خطرہ ہوسکتا ہے ہم سے خطرہ نہیں ہوسکتا۔ہم تو تمہارے ساتھ چلنے والے ہیں ہم تو تم پر بناء کرنے والے ہیں اس لئے اگر اس وجہ سے تم طاقت عوام کو منتقل نہیں کر رہے کہ تمہیں خطرہ ہے عوام اگر اوپر آئے تو ہمارے جرائم کا حساب لیں گے تو ہم تو اُن میں سے نہیں ہیں۔ہم تو تمہارے ساتھی اور دوست ہیں اس لئے تمہاری بھلائی اسی میں ہے کہ جب بھی طاقت کے انتقال کا وقت آئے ہم سے رابطہ کرو اور ہمارے سپرد کرو۔یہ سلسلہ دنیا میں ہر جگہ جاری ہے اور چونکہ قرآن کریم فرماتا ہے وَ كَذٰلِكَ يَفۡعَلُوۡنَ اس لئے میں سوچ ہی نہیں سکتا کہ ہمارے ملک میں جاری نہ ہوں۔میں تفصیل نہیں جانتا، میں سیاست سے بے تعلق ہوں، مجھے یہ نہیں پتا کہ کون کس سے رابطہ رکھ رہا ہے۔مگر قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ کچھ لوگ کچھ لوگوں سے رابطے رکھ رہے ہیں۔فساد پھیلا ہوا ہے اور یہ فساد بڑھ رہا ہے۔نتیجہ اُس کا یہ نکلتا ہے کہ جیسے غالب نے کہا ہے کہ

ع آج ادھر کو ہی رہے گا دیدۂ اختر کھلا

(دیوان غالب صفحہ:۴۳)

کہ آج تو اس ستارے کی آنکھیں اُسی طرف کھلی رہیں گی اور ہماری طرف اُس کا کوئی نور نہیں آئے گا۔وہ Military Intelligence جس کی آنکھیں غیر کو دیکھنے کے لئے بنائی جاتی

ہیں وہ اپنوں پر مرکوز ہو جاتی ہیں اور اُن کا دیدۂ اُسی طرف کھلا رہ جاتا ہے۔ایسی حکومتیں دن بدن غیر قوموں کی محتاج ہوتی چلی جاتی ہیں اور اُن کو اپنی بقا کے لئے غیر قوموں کی Intelligence پر انحصار کرنا پڑتا ہے۔ یہ قانون طبعی ہے جس میں آپ کبھی کوئی تبدیلی نہیں دیکھیں گے۔جس حکومت کو وہ دوست سمجھتے ہیں اور جو طاقتور ہوتی ہے اُس سے اُن کے روابط بڑھتے چلے جاتے ہیں اور اُن کی Intelligence ان کی حفاظت کی خاطر ملک میں داخل ہوتی ہے۔اور وہ سارے راز جو قوم کی امانت ہوتے ہیں وہ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ بانٹے جاتے ہیں۔ایک دوسرے کو اُن رازوں میں شریک کر لیا جاتا ہے۔آپس میں مجالس لگتی ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو جی ہماری رپورٹ یہ ہے کہ فلاں پارٹی نے یہ کیا اور فلاں پارٹی نے یہ کیا۔دوسرے کہتے ہیں ہماری یہ رپورٹ ہے کہ تمہارے لئے فلاں جگہ خطرہ پیدا ہو رہا ہے اور فلاں جگہ خطرہ پیدا ہو رہا ہے اور ملک کو باہر سے جو خطرہ پیدا ہو رہا ہے اُس کو وہ کلیۃً ان بیرونی طاقتوں کے سپرد کر دیتے ہیں کہ تم جانو اور تمہارا کام جانے کہ ہمارے ملک کو کیا خطرہ ہے۔جب تک ہم تمہارے دوست ہیں تمہارا کام ہے ہماری حفاظت کرنا چنانچہ Intelligence کے ذریعے بھی، ہتھیاروں کے ذریعے بھی دن بدن غیر قوموں کا تسلط ایسے بدنصیب ملکوں پر بڑھتا چلا جاتا ہے جو اپنی ہی فوج کے غلام بنا دیئے جاتے ہیں۔

یہ تمام منطقی نتائج ہیں اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے قرآن کریم فرماتا ہے کہ ہر ملک میں یہی نتائج لازماً ظاہر ہوں گے۔ بڑے چھوٹے کئے جائیں گے اور چھوٹے بڑے کئے جائیں گے۔ فساد پھیلائے جائیں گے اور جوں جوں جرم بڑھتے چلے جائیں گے اندرونی بے ثباتی کا احساس ان ٹولوں میں بڑھتا چلا جاتا ہے۔وہ سمجھتے ہیں ہمارا دوام نہیں ہے ہمیں اور زیادہ شدت اختیار کرنی چاہئے اپنے جبروت میں اور اپنی پکڑ میں۔ چنانچہ پھر ظلم شروع ہو جاتے ہیں۔ جہاں خطرہ محسوس ہو کسی حصے سے خواہ وہ فوج کا حصہ ہو یا غیر فوج کا حصہ ہو اُن پر طرح طرح کے مظالم توڑے جاتے ہیں۔ پھر ملک کو بانٹا جاتا ہے، سیاست کو تقسیم کیا جاتا ہے، صوبوں کو صوبوں سے لڑایا جاتا ہے، فرقوں کو فرقوں سے لڑایا جاتا ہے۔ ہر طرف ایک بے اطمینانی پیدا کر دی جاتی ہے اور عوام الناس پر یہ اثر ڈالا جاتا ہے کہ ہم ہی ہیں جو تمہیں سنبھالے ہوئے ہیں ورنہ یہ ملک رہنے کے لائق نہیں ہے۔ پنجابی سندھی کا دشمن ہے، سندھی پنجابی کا، پٹھان پنجابی سے مطمئن نہیں، پنجابی پٹھان سے

مطمئن نہیں، بلوچی کو سب سے شکوہ ہے ہمارے چھوٹے سے ملک کی دولت پر قابض ہیں۔سوئی گیس پاکستان میں ہر جگہ ملتی ہے سوائے بلوچستان کے اس قسم کے بہت سے ایسے معاملات ہیں جو بے اطمینانی کو فروغ دیتے ہیں اور رفتہ رفتہ اس بے اطمینانی کو تیل مہیا کیا جاتا ہے اور ہر جگہ Intelligence کے ایجنٹس پھیل جاتے ہیں اور وہ کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح قوم متحد نہ ہوسکے۔اُس کے پھر بداثرات پیدا ہوتے ہیں۔قوم کی فوج سے نفرت بڑھنی شروع ہو جاتی ہے بے اطمینانی کے باوجود وہ یہ نتیجہ نہیں نکالتے کہ دراصل فوج ہمیں بچائے ہوئے ہے بلکہ وہ یہ نتیجہ نکالتے ہیں اور اُن کی عقلیں اس بات کو بھانپ جاتی ہیں کہ ہم سے کھیل کھیلا جارہا ہے۔نتیجۃً اپنے وطن کی فوج سے اہل وطن کی دوری بڑھنی شروع ہو جاتی ہے جو ایک انتہائی خطرناک چیز ہے۔اپنے ملک میں جا کر دیکھیں آپ ایک زمانہ تھا کہ عوام الناس فوج پر ایسے عاشق تھے کہ وہ اپنا خون دے کر بھی کسی فوجی کی جان بچانے پر دل وجان سے آمادہ ہوا کرتے تھے۔جب پاکستان اور ہندوستان کی لڑائیاں ہوئی ہیں اُس زمانے میں خصوصیت کے ساتھ فوج کی محبت اتنی بڑھ جایا کرتی تھی کہ بعض دفعہ جب یہ فوجی واپس آتے تھے اپنے میدانوں سے رخصتوں پر تو بعض شہروں کے دکاندار اپنے دروازے اُن پر کھول دیا کرتے تھے۔جو چیز اٹھاؤ استعمال کرو تم سے کوئی قیمت نہیں لینی تم قوم کے جان نثار ہو۔قوم کے شاعر اُن کے لئے وقف ہو جایا کرتے تھے،قوم کے گلوکار اُن کے لئے وقف ہو جایا کرتے تھے۔اُن کے لئے نغمے بنائے جاتے تھے، نغمے بُنے جاتے تھے اور تمام قوم سب سے زیادہ لذت اُن نغموں میں پاتی تھی جو فوج کی تعریف میں لکھے جائیں اور فوج کی تعریف میں گائے جائیں۔ایک وہ بھی زمانہ تھا۔پھر ایک ایسا زمانہ آتا ہے جبکہ فوج کے نام سے لوگوں کے دل متنفر ہو کر بدکنے لگتے ہیں۔وہ منہ سے اظہار کریں یا نہ کریں وہ جانتے ہیں کہ یہ ہمارے ساتھی نہیں رہے ہمارے دشمن بن چکے ہیں۔

یہ نہایت ہی خطرناک نتائج ہیں جو ایک دفعہ پیدا ہو جائیں تو پھر ان سے بچ نکلنا بڑا مشکل ہوتا ہے اور بدقسمتی سے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے۔جب ایک دفعہ سیاست اُن کے قبضے میں چلی جائے تو وہ سیاست سے کھیلتے ہیں اور سیاست دان دن بدن اور زیادہ خائف ہوتے چلے جاتے ہیں اور عوام الناس کو صورت حال سے مطلع نہیں کر سکتے۔وہ سمجھتے ہیں کہ جس سیاست دان نے یہ بیان

دیا کہ فوج کے نتیجے میں تم پر یہ نقصانات ہیں تمہیں یہ مصیبتیں پڑی ہیں۔ وہ مارا جائے گا اور فوج اور کسی کو طاقت دے یا نہ دے اُس کو بہر حال نہیں دے گی۔ اس لئے ایک قسم کی چاپلوسی کا دور شروع ہو جاتا ہے اندرونی طور پر اور پھر یہی چاپلوسی بیرونی راہیں اختیار کرتی ہے۔ سیاست دان بڑے ذہین ہوتے ہیں۔ آخر اُن کے اپنے میدان کی بات ہے سیاست کوئی دوسرا تو نہیں پڑھا سکتا، وہ خود سیاست دان ہیں وہ جانتے ہیں کہ اس فوج کے پیچھے ایک اور آقا ہے، ایک اور مالک ہے جو ان کے پیچھے ہے کیوں نہ براہ راست اُس سے تعلقات بڑھائے جائیں۔ اس لئے سارے پھر طاقت کے اصلی سر چشموں کی طرف دوڑنے لگتے ہیں اور بظاہر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم عوام کی چھینی ہوئی طاقت اُن کو اس طریق سے واپس دلائیں گے۔ ایسے سیاست دانوں کو میں بد دیانت نہیں کہہ سکتا۔ ہوسکتا ہے بعض بد دیانت بھی ہوں لیکن وہ جو عوام کا درد رکھتے ہیں وہ اپنی سیاست کی وجہ سے یہ سمجھتے ہیں کہ اُس کے سوا ہمارے لئے چلنے والا کوئی مہرہ نہیں رہا۔ اس دفعہ ہم نرمی کے ساتھ، سمجھوتے کے ساتھ، مصالحت کے ساتھ اُن سے طاقت حاصل کر لیں یا اُس میں حصہ دار بن جائیں پھر ہم سیاست دان ہیں، ہم ذہین ہیں ہم رفتہ رفتہ باقی بھی چھیننے لگ جائیں گے اور بالآخر قوم کو اس تسلط سے نجات دلائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں اُن کی نفسیاتی کیفیت یہ ہوتی ہے لیکن وہ نہیں جانتے کہ بلی چوہے کے کھیل میں کبھی بھی ہم نے یہ نہیں دیکھا کہ چوہا بلی پر غالب آ گیا ہو۔ کھیلتے ہیں کچھ دیر کے لئے۔ بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے بلی نے موقع دیا ہے چوہے کو بھاگنے کا اور وہ سوراخ کے قریب بھی پہنچ گیا لیکن آپ نے کبھی یہ نہیں دیکھا ہوگا کہ چوہا غالب آ جائے۔ اس لئے کہ طاقت بلی کے پاس ہے اور چوہے کے پاس طاقت نہیں ہے اور عوامی رہنما بجائے اس کے اپنی طاقت کے سر چشموں کی طرف دوڑیں جب وہ غیر کی دشمن کی طاقت کی طرف جائیں گے تو وہ اور زیادہ کمزور ہوتے چلے جائیں گے۔ اس راز کو وہ نہیں سمجھتے کہ طاقت دراصل اُن کے پاس ہے۔ یہ ایک شعور ہے جو بیدار ہونا چاہئے۔ اُن کو علم ہونا چاہئے کہ وہی طاقتور ہیں لیکن عوام الناس کی رائے عامہ کو بیدار کریں۔ اُن کو بتائیں کہ وہ کون ہیں اور کیا ہیں اور اُن کے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ اُن کو چاہئے کہ فوج کے ساتھ مذاکرات کے ذریعے جیسا کہ میں نے پہلے کہا تھا اور کثرت کے ساتھ اخبارات میں مضامین شائع کر کے، تجزیئے شائع کر کے فوج کے سپاہیوں کو اور فوج کے افسروں کو سمجھائیں سازشوں کے ذریعے نہیں کھلم

کھلا، برسر عام ۔اُن کو بتائیں کہ تم کون ہواور تمہاری کیا ذمہ داریاں ہیں تم کس جرم میں شریک بنا لئے گئے ہو اور یہ اعلان کریں کہ ہم کسی قیمت پر بھی اپنی طاقت کو تم سے خیرات کے طور پر نہیں مانگیں گے۔اُن کی طاقت کا راز اس چیز کے سوا کسی میں پوشیدہ نہیں ۔

فی الحقیقت عوام کے سرچشمے کی بات جب میں کرتا ہوں تو مراد ہے ڈیموکریسی ۔ڈیموکریسی میں طاقت عوام کے پاس ہوا کرتی ہے اور اصل سرچشمہ وہی ہیں اس لئے عوام کو اُن کی طاقت کا احساس دلانا اور اُن کی طاقت سے ناجائز کھیلنا نہیں بلکہ حکمت کے ساتھ اُن کی طاقت کے رُخ کو معین راہوں پر چلانا یہ ہے سیاست کا کام اور یہ بدنصیبی سے ہمارے بہت سے تیسری دنیا کے ملکوں میں نہیں کیا جاتا۔آج سے پہلے اگر وقت نہیں تھا تو اب وقت ہے اور اگر یہ وقت ہاتھ سے گیا تو پھر کوئی وقت نہیں آئے گا۔ پھر اور قسم کے خطرات ہیں جو مجھے دکھائی دے رہے ہیں جنہوں نے لازماً اُن کے بعد آنا ہے۔آج وہ وقت آچکا ہے کہ جب بیرونی طاقتوں کو اتنی بے حیائی کی جرأت ہو چکی ہے کہ وہ کھلم کھلا اپنے بیانات میں یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر اس ملک کی سیاست میں فوج داخل نہ رہی تو ہم اُن سے تعلق توڑ لیں گے۔یعنی دھمکی دی جارہی ہے کہ ہم تمہیں بے یار و مددگار چھوڑ دیں گے۔خصوصیت کے ساتھ امریکہ میں ابھی حال ہی میں ایک بیان منسوب ہوا ہے اُن کی Strategic Studies کا جو ڈیپارٹمنٹ ہے اُس کی طرف ۔اللہ بہتر جانتا ہے کہاں تک یہ سچ ہے لیکن اُن کی طرف یہ بیان منسوب ہوا ہے کہ اگر پاکستان کی سیاست سے فوج نے کنارہ کشی اختیار کی، دست کشی اختیار کی تو لازم نہیں ہم پر کہ ہم اُن کی امداد کریں یعنی ملک کی امداد کریں اور امداد سے ہم ہاتھ کھینچ لیں گے اور یہ ایک دھمکی ہے۔فوج کو یہ اشارہ کہ تم قابض رہو اور سیاست دان کو دھمکی ہے کہ ہم تمہیں بے یار و مددگار چھوڑ دیں گے اور اگر تم نے کوشش بھی کی کہ فوج کے تسلط سے اپنے ہی ملک کو آزاد کرو لیکن یہ دھمکی بالکل بے معنی اور لغو ہے اور گیدڑ بھبکی سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔میں اپنے ملک کے دانشوروں کو یقین دلاتا ہوں اس دھمکی میں کوئی جان نہیں ہے۔وہ آپ کے محتاج ہیں آپ اُن کے ہرگز محتاج نہیں۔آج دنیا کے سیاسی نقشے میں پاکستان کو ایک ایسا مقام حاصل ہے جس میں یہ ممالک جو آج آپ کے دوست بنتے بنتے آپ پر قابض ہو چکے ہیں آپ کو چھوڑنے کی استطاعت نہیں رکھتے کیونکہ آپ کو چھوڑنے کا مطلب یہ ہے کہ اُس علاقے میں لازماً دوسری طاقت کا تسلط ہو جائے اور یہ

کسی قیمت پر بھی امریکہ ہو یا کوئی اور یورپین طاقت ہو یہ برداشت نہیں کرسکتی۔ اس لئے جو چیز آپ کی ہے اور آپ لے سکتے ہیں وقار کے ساتھ، آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر آپ لے سکتے ہیں اُس کو بھیک منگے بن کر حاصل کرنے کی کیوں کوشش کرتے ہیں۔ کھلم کھلا صاف جواب ہونا چاہئے کہ تم مدد دو یا نہ دو جب تک پہلے تم یہ نمونہ اپنے ملک میں نہ دکھاؤ کہ اپنی فوج کو اپنے عوام پر مسلط کرو اس وقت تک ہم یہ کام نہیں کرنے دیں گے۔ اگر یہ نیکی ہے اگر یہ بھلائی ہے تو آؤ اس میں سبقت لے کر جاؤ۔ یورپ کی ساری حکومتیں فوج کے سپرد کردو۔ امریکہ کی ہر اسٹیٹ فوج کے قبضے میں چلی جائے۔ پھر ہم سمجھیں گے کہ تم سچے ہو پھر ہم بھی کہیں گے کہ ہاں ٹھیک ہے ہمارے اوپر بھی فوجی تسلط جاری رہنا چاہئے لیکن اپنے ملک میں اور پیمانے ہوں ہمارے ملک کے لئے اور پیمانے ہوں یہ نہیں ہوسکتا۔

اس لئے میں پاکستان کے ارباب حل وعقد کہیں یا عوام الناس کے نمائندے ہوں اُن سب سے یہ عاجزانہ اپیل کرتا ہوں کہ اپنے مقام کو پہچانیں۔ اپنے قدموں پر کھڑے ہوں۔ طاقت آپ کے پاس ہے۔ بین الاقوامی طاقتوں کے آپس کے معاملات اس قسم کے ہیں کہ ان میں آپ کو کوئی مجبور نہیں کرسکتا اس لئے آپ سر اُٹھا کر سر بلندی کے ساتھ آگے بڑھیں اور اپنے مطالبے پر قائم رہیں۔ اپنی طاقت نہ اپنی فوج سے مانگیں نہ کسی اور حکومت سے مانگیں۔ حالات ایسے پیدا ہو رہے ہیں جب یہ لوگ مجبور ہوں گے آپ کو آگے لانے پر اور آپ کی طاقتیں آپ کے سپرد کرنے پر لیکن اگر آپ میں سے بعض ان کی طرف دوڑے اور وہی غداری کی کھیل دوبارہ شروع ہوگئی کہ کمزوروں نے یہ سمجھتے ہوئے کہ ہم بڑوں کے ساتھ لگ کر طاقت میں شریک ہوجائیں گے طاقتوں پر ناجائز قبضے کئے تو پھر اس کے بعد دوبارہ آپ کو یہ موقع نصیب نہیں ہوسکتا۔ پھر اور خطرناک چیزیں ہیں جو اس ملک کے مقدر میں لکھی جائیں گی۔

مجھے یاد ہے جنرل ایوب نے جب مارشل لاء لگایا تو کچھ عرصے کے بعد اُنہوں نے یہ محسوس کرنا شروع کردیا کہ امریکہ ہم سے وہ معاملہ نہیں کررہا جس کی اُس سے توقع تھی اور اُن کے دل میں کڑواہٹ پیدا ہونی شروع ہوئی جو بڑھتی چلی گئی۔ چنانچہ وہ کتاب جو انہوں نے اپنے آخری ایام میں لکھی ہے Friends Not Masters اُس کا مطالعہ بتاتا ہے کہ بعض دفعہ دبے لفظوں میں۔ بعض دفعہ کھلے لفظوں میں اُنہوں نے امریکہ کو یہ پیغام دینے کی کوشش کی کہ تم اگر ماسٹرز بن کر

ہمارے ساتھ تعلق رکھنا چاہتے ہو تو ہمیں قبول نہیں ۔Friends دوست ہو آقا نہیں لیکن یہ تو پرانے زمانے کی بات ہے آج کل کے زمانے میں جو تاریخ لکھی جارہی ہے اُس کا عنوان اگر بنایا جائے تو یہ ہوگا Masters Not Friends آقا ہیں دوست نہیں اور یہ بھی ایک طبعی نتیجہ ہے اس کے سوا نکل نہیں سکتا۔ دنیا کی طاقتور حکومتوں کو ضرورت کیا پڑی ہے کہ کسی کمزور ملک کے دوست بن جائیں۔ احمقانہ بات ہے۔ پرانے زمانے کی کہانیوں میں پرانے زمانے کے بادشاہوں کی تاریخ میں تو آپ کو مل جائے گا کہ بہن بنالیا کسی رانی کو اور اُس کی خاطر اُس کی عزت کو بچانے کے لئے فوج کشی شروع کردی۔ یہ پرانے زمانے کے قصے ہیں آج کی سیاست میں ان باتوں کو کوئی دخل نہیں کوئی حقیقت نہیں انکی۔ خودغرضی کے سوا آج سیاست پر کوئی چیز حکمران نہیں اور کامل خودغرضی۔ ایسی خود غرضی کہ اگر آپ کسی کے ساتھ دس، گیارہ سال، پندرہ سال بھی گزاریں اور اُن کی خاطر اُن کی مرضی کے سارے کام سرانجام دیں۔ جس دن وہ طاقتیں سمجھیں گی کہ آپ اب چلا ہوا سکہ بن گئے ہیں جس میں اب کوئی قیمت نہیں رہی تو آپ کو اُس طرح پھینک دیں گے ردی کی ٹوکری میں جس طرح آپ کی کوئی بھی حقیقت نہیں۔ ان طاقتوں کے جو بڑی طاقتیں کہلاتی ہیں اپنے مفادات ہیں اور یہ دوست بن کر جب داخل ہوتی ہیں چھوٹے ملکوں میں تو دوستی کا تو کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ مفادات کا سوال ہے، سودے بازی کا سوال ہے۔ اس لئے معلوم ہوا کہ یہ دراصل آپ کے محتاج ہیں جو آپ کے پاس آرہے ہیں۔ آپ کو دینا چاہتے ہیں کچھ اس لئے کہ آپ سے اُس سے بڑھ کر لیں یا کم سے کم اس قسم کے معاملات کریں کہ دونوں کو کچھ نہ کچھ فائدہ ہو۔ جب یہ صورت حال ہے تو پھر باشعور طریق پر اُن سے سودا بازی کی ضرورت ہے۔ دبنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کو یہ یقین ہو جانا چاہئے کہ کوئی آپ کا محسن نہیں ہے سوائے خدا کے۔ خدا پر توکل رکھیں اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر اپنی قوم کا سر بلند کرنے کی کوشش کریں۔ جتنا زیادہ آپ عوام الناس کا شعور بیدار کریں گے اُن کو دنیا کی سیاست سے آگاہ کریں گے، صورت حال پر مطلع کریں گے۔ اُتنے ہی زیادہ آپ طاقتور ہوتے چلے جائیں گے۔ اُتنی زیادہ آپ میں اہلیت ہوگی کہ آپ سودے بازی کریں اس لئے لازماً آپ کو یہ کھول کر بیان کر دینا چاہئے تمام دنیا کو کہ اب وہ دور آئندہ نہیں چلے گا۔ وہ زمانہ تو گیا جب تم لوگ یہ کام کیا کرتے تھے۔ تم نے طاقت سے ہمیں محروم رکھا ہے اور ظلم کیا ہے تو اور کرلو جتنا کر سکتے ہو لیکن

میں آپ کو بتا تا ہوں کہ ظلم کی حد ہوا کرتی ہے اور ایک حد سے زیادہ آگے نہیں بڑھ سکتا۔

گیارہ سال کا زمانہ قریب الاختتام تھا اور کچھ آگے بڑھتا تو دھماکے کے ساتھ ایک انقلاب رونما ہو جاتا۔ اس سلسلہ کو روک دیا گیا ہے۔ اس وقت آپ نے فیصلہ کرنا ہے کہ کیا دوبارہ یہ گیارہ یا بائیس سال کا زمانہ میں داخل ہونا ہے یا اُس سرنگ میں نہیں جانا دوبارہ جس میں ایک دفعہ آپ داخل ہوئے تھے اور پھر جب تک اُس کا کنارہ نہیں آئے گا اُس وقت تک آپ باہر نہیں نکل سکیں گے۔ اُس وقت اگر آپ نے دوبارہ کسی تسلط کو قبول کر لیا تو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے چونکہ اس تسلط کے نتیجے میں جرائم بڑھتے ہیں، مافیا قسم کے ٹولے اوپر آجاتے ہیں اور اُن کے بقا کا تقاضا یہ ہوا کرتا ہے کہ ایک دوسرے کی آنکھیں بند کر کے مدد کریں خواہ وہ اخلاقی حرکتیں کر رہے ہوں یا غیر اخلاقی حرکتیں کر رہے ہوں۔ اس لئے خدا کے واسطے اس قوم کو دوبارہ کسی مافیا کے سپرد نہ کریں اگر آپ نے طاقت مانگ کر حاصل کی تو خواہ کسی پارٹی کے نام پر آپ کو طاقت ملے آپ پھر غلام رہیں گے اور قوم کو دوبارہ غلام بنادیں گے اور چونکہ یہ سلسلے لمبے نہیں چل سکتے قانون قدرت اندرونی طور پر ایسے ردعمل پیدا کر دیا کرتا ہے کہ جس کے نتیجے میں عوام الناس کے جذبات اونچے ہونے شروع ہو جاتے ہیں قربانی کے لئے، سب کچھ کر گزرنے کے لئے اور قربانی کے جذبے کے ساتھ قربانی کرنے کا واقعۃً مادہ بننا شروع ہو جاتا ہے اس لئے کہ Desperation کی حالت آجاتی ہے۔ ایک وقت ایسا آتا ہے جب وہ سمجھتے ہیں ہمارے پاس کچھ بھی نہیں رہا اور زندگی اور موت ایک جیسی ہوگئی ہے۔ اُس وقت قومیں ایک دھماکے کے ساتھ اپنے آقاؤں کو اُتار پھینکا کرتی ہیں اور بہت ہی خون ریز حالات پیدا ہو جاتے ہیں ملک میں۔

خصوصیت کے ساتھ اگر یہی مشکل آپ تصور کریں فوج کے اُس طبقے میں بھی ظاہر ہونا شروع ہو جائے جسے ہم Have Nots کہہ سکتے ہیں۔ Have Nots سے مراد وہ طاقت کو قائم رکھنے میں تو شریک ہیں لیکن طاقت سے استفادہ کرنے میں شریک نہیں ہیں۔ اب یہ ناممکن ہے کہ دنیا کی کوئی فوجی طاقت اپنے تمام افراد کو لوٹ مار میں شریک کر سکے اور مراعات میں شریک کر سکے۔ لوٹ مار کا لفظ تو بہت کڑوا لگے گا بعض لوگوں کو یعنی طاقت کے نتیجے میں جو طبعی مراعات حاصل ہوتی ہیں اُن میں میں کہتا ہوں کہ وہ شریک کر سکے یہ ہو نہیں سکتا۔ بھاری طبقہ ایک ایسا رہ جاتا ہے جو طاقت

کو برقرار رکھنے میں کام تو کرتا ہے لیکن غیر معمولی استفادہ نہیں کر سکتا سوائے اس کے کہ تنخواہیں بڑھ جائیں اُن کی۔ سوائے اس کے کہ بعض تحکمات حاصل ہو جائیں کسی ڈپٹی کمشنر کو جا کر دھمکایا جا سکے ،کسی پٹواری پر رعب ڈالا جا سکے۔ یہ چند معمولی معمولی فوائد ہیں جو کم وبیش ہر کس و ناکس کو مل جاتے ہیں لیکن مجموعی طور پر جو طاقت کے سر چشمے پر قابض ہونے کے نتیجے میں مفادات حاصل ہو رہے ہوتے ہیں اُس میں سارے شریک ہو نہیں سکتے۔ بدنامی میں سب شریک ہوتے ہیں اور ہمارے ملک میں خصوصیت کے ساتھ فوج میں غیرت موجود ہے اور حب الوطنی موجود ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ جو لوگ کہتے ہیں کہ ہماری فوج **نعوذ باللہ من ذالک** غدار ہو چکی ہے یہ بالکل جھوٹ ہے۔ اس فوج کو ملک پر قابض رکھنے کے لئے آئے دن ایسے بہانے تراشے جاتے ہیں جن کے نتیجے میں فوج کو یہ احساس رہتا ہے کہ اگر ہم نے موجودہ سربراہوں کو دوام نہ بخشا تو ملک کو خطرہ ہے،موجودہ طاقت کو خطرہ نہیں بلکہ ملک کو خطرہ ہے۔ چنانچہ یہ احساسات کئی طریق سے پیدا کئے جاتے ہیں۔ اس کی تفصیل میں جانے کی یہاں ضرورت نہیں ہے تمام سیاست دان سمجھتے ہیں ان باتوں کو کہ کئی ذرائع سے فوج میں عدم استحکام کا احساس پیدا کیا جاتا ہے ملک کے لئے اور یہ نہیں کہا جاتا کہ ہمارا ٹولہ ہے اسے تم برقرار رکھو۔ کہتے ہیں کہ دیکھو خطرات ہیں قوم کے لئے ملک کے لئے اسلام کے لئے جو بھی تمہیں عزیز ہیں اُن سب کو خطرہ ہے ساری قوم اُن سب چیزوں کی دشمن بن چکی ہے جو ساری قوم کو عزیز ہونی چاہئے ،ساری قوم پاگل ہو چکی ہے اس لئے جب تک ہم میں یہ اعلیٰ اقدار باقی رہیں گی جب ہم گئے تو یہ ساری اقدار مٹ جائیں گی کیسی جہالت کی بات ہے۔ ساری قوم اپنی دشمن ہو چکی ہے۔ کیسے ہو سکتا ہے قوم اپنی دشمن ہو جائے۔ قوم دشمن نہیں ہوا کرتی لیکن مصنوعی طور پر فوج اور قوم کے درمیان فاصلے پیدا کئے جاتے ہیں اور عام فوجی اور عام افسر کو یہ احساس دلایا جاتا ہے کہ تم گویا کہ محافظ ہو اس وطن کے۔ اندرونی خطرات ہیں بیرونی خطرہ ہی کوئی نہیں۔

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر بیرونی خطرہ نہیں تو اتنے ہتھیاروں کی کیا ضرورت ہے باہر سے جو بے شمار مانگنے جاتے ہیں وہ کس لئے مانگنے جاتے ہیں۔ امر واقعہ یہ کہ وہ بھی ہرگز اس لئے نہیں مانگے جاتے کہ قوم کو اگر کسی سے خطرہ ہو تو اُس کے خلاف استعمال ہوں۔ وہ اس لئے عطا کئے جاتے ہیں۔ مانگے خواہ کسی غرض سے جائیں۔ عطا اس لئے کئے جاتے ہیں کہ اُن بڑی طاقتوں کے

مفاد کو کوئی خطرہ ہو جو ہتھیار عطا کرنے والی ہیں تو اُس وقت یہ ہتھیار استعمال ہوں اور اُس سے پہلے اپنے مفاد کے لئے کسی قوم کو ان ہتھیاروں کو استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہوا کرتی۔

چنانچہ آپ پچھلی جنگوں کی تاریخ کا مطالعہ کر کے دیکھ لیں امریکہ نے پاکستان کی بڑی سختی سے جواب طلبیاں کی ہوئی ہیں کہ تم ہوتے کون تھے ان ہتھیاروں کو جو ہم نے تمہیں روس کے خلاف استعمال کرنے کے لئے دیئے تھے ہندوستان کے خلاف استعمال کرنے والے۔ یعنی خطرہ پاکستان کو ہندوستان سے ہے اور ہتھیار جمع ہو رہے ہیں روس کے لئے اور اگر روس سے خطرہ ہو تو وہ ہتھیار ویسے ہی کام نہیں آئیں گے۔ یہ قوم جل بھن جائے گی پھر بھی وہ ہتھیار حقیقی معنوں میں کسی کام نہیں آسکتے۔ صرف وقتی طور پر اتنی مہلت دے سکتے ہیں قوموں کو کہ وہ داخل ہو جائیں اور پھر ایک لمبی دردناک تباہ کن جنگ میں ساری قوم کو جھونک دیا جائے تو خطرہ جو ہے وہ کسی اور کو کسی اور سے ہے اور ہتھیار دیئے جارہے ہیں ان غریب ملکوں کو اور اُن کے استعمال سکھائے جارہے ہیں۔ اور انٹیلی جنس کے اعلیٰ سے اعلیٰ ہوائی جہاز دیئے جارہے ہیں شرط یہ ہے کہ اس انٹیلی جنس کی آنکھ اُس طرف کھلی رہے گی جس طرف سے ہمیں خطرہ ہے۔ اُس طرف نہیں کھلے گی جس طرف سے تمہیں خطرہ ہے۔ چنانچہ بڑی سختی جواب طلبیاں ہوئیں اور اُس کے نتیجے میں پھر ہتھیاروں کی امداد بند کر دی گئی۔ دوسری امداد بھی بند کر دی گئی کہ تم نے اپنے دشمن کے خلاف استعمال کر لی۔ تم بڑی جرأت رکھتے ہو بڑے بے حیا لوگ ہو۔ ہم سے ہتھیار مانگ کر اپنے دشمنوں کے خلاف استعمال کر رہے ہو۔ وہ تو ہمارے ہتھیار ہیں ہمارے دشمنوں کے خلاف استعمال کرو۔ یہ ایک طبعی نتیجہ ہے۔ اس لئے یہ ساری تیاریاں پاکستان کے اُس وقت تک کام نہیں آسکتیں جب تک مالک اور غلام کے دشمن بالکل ایک نہ ہو جائیں۔ جہاں اُن دشمنوں میں تفریق ہوگی خواہ آپ کو حقیقی خطرہ کسی اور طرف سے بھی ہوگا آپ اس فوجی طاقت کو اُس کے خلاف استعمال نہیں کر سکتے۔ اجازت لینی پڑے گی۔ تو پس Master not Friends یہ آقا بن چکے ہیں دوست نہیں رہے۔ اس لئے یہ ساری پالیسی نظر ثانی کی محتاج ہے۔ کس حد تک ہمیں خطرہ ہے، کہاں کہاں سے ہمیں خطرہ ہے اور جس قسم کے خطرات ہیں اُس کے مقابلے کے لئے قوم کو تیار کرنا چاہئے نہ کہ آنکھیں بند کر کے بڑی طاقتوں کے ہاتھ میں کھلونا بن جائیں اور آپ کے اندر سودا بازی کی طاقت ہے اپنی جغرافیائی حیثیت

کے لحاظ سے۔ نہرو نے جو بہت عظیم نام پیدا کیا دنیا میں وہ صرف اسی وجہ سے کیا تھا۔ وہ جھکا نہیں ہے اُس نے سودابازی کی ہے۔ وہ جانتا تھا کہ کونسی قوم کس حد تک ہندوستان کی دوستی کی محتاج ہے۔ اُس حد تک اُس نے پوری قیمت لے کر وہ دوستی کی ہے اور اُس سے آگے نہیں بڑھنے دیا قوم کو اور ایسا شخص جو صاحب کردار ہو جو اندرونی طور پر عظمت رکھتا ہو جو اپنی قوم کے وقار کی خاطر ہر قربانی کے لئے تیار ہو یہ آزاد قومیں بھی اُسی کی عزت کیا کرتی ہیں۔ ورنہ دوسروں کو تو ذلیل ورسوا کر دیا کرتی ہیں۔ غلاموں کی طرح اُن سے بھی بدتر سلوک اُن سے کرتی ہیں۔ اس لئے ہمارے سیاست دانوں کو اگر اندرونی عزت درکار ہے اور اگر اندرونی وقار اور دبدبہ چاہئے تب بھی اُن کو اپنی طاقت کسی اور سے مانگنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بے طاقت کے بیٹھے رہنا اُن کے وقار کو بڑھائے گا بہ نسبت اس کے کہ مانگی ہوئی طاقت پر قابض ہوں۔ اور بیرونی طور پر بھی اُن کو ہرگز کسی قوم کے سامنے جھکنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اُن کو کہیں کہ ٹھیک ہے جو کچھ تم کر سکتے ہو کر گزرو۔ آگے حالات تمہیں بتائیں گے کہ تمہاری تمام محنتیں رائیگاں جائیں گی۔ سب کئے کرائے پر پانی پھر جائے گا کیونکہ اندرونی طور پر قانون ردعمل پیدا کر دے گا۔ جس کے نتیجے میں اس علاقے میں وہ دھماکے ہوں گے جن کو تم پھر کنٹرول نہیں کر سکتے کبھی بھی۔

جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے فوجی طاقت جو دنیا کی ہیں اُن کے اندر بھی پھر ردعمل شروع ہو جاتے ہیں جو باہر کی طاقتیں ہیں اُن میں ردعمل عوام میں زیادہ گہرے ہوتے چلے جاتے ہیں۔ زیادہ پھیلتے چلے جاتے ہیں۔ Polarisation بڑھنی شروع ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ بعض دفعہ ایسے خطرات بھی پیدا ہو جاتے ہیں کہ لوگ دوسری قوموں کی طرف مدد کے لئے دوڑتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں اس مصیبت سے نجات دلاؤ۔ ایک فوج کو ہم نے دیکھ لیا اب دوسری فوج بھی سہی۔ اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم نے کسی اور کی طاقت سے اس فوج کو شکست دی تو ہم ملک پر قابض ہو جائیں گے۔ وہ بھی دھوکے میں ہیں۔ اُن کو بھی میں متنبہ کرنا چاہتا ہوں غیر قوموں کی طرف بھاگ کر کسی فوج کے تسلط سے نجات پانے کے نتیجے میں کبھی بھی آپ کو آزادی نصیب نہیں ہو سکتی۔ یہ بھی ایک جہالت ہے۔ اور اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ وہ قومیں جو ایسے لوگوں کو طاقت میں لاتی ہیں جو اُن کی طرف ہاتھ پھیلاتی ہیں اور کہتی ہیں کہ آؤ اور ہمیں طاقتور بنادو وہ اس وقت تک اُن کو طاقت میں رکھتی ہیں جب

تک وقت تک وہ کلیۃً اُن کی غلامی کرتے ہیں اور جب وہ سمجھتے ہیں کہ یہ آزاد ہونے لگے ہیں یا اپنے عوام کی طاقت کے سرچشمے میں ان کے رگ و پے پیوست ہونے لگے ہیں تو اس وقت وہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ ٹھیک ہے اب ہم ایک اور انقلاب برپا کردیں گے۔تمہاری جگہ ہمیں اور آدمی مل جائیں گے۔جو چیکوسلواکیہ میں ہوا، جو ہنگری میں ہوا، جو ان ممالک میں ہوا جہاں آزادی کا احساس اور شعور ہمارے ملکوں کی نسبت بہت زیادہ سخت ہے وہی اُن کے دوسرے ملکوں میں ہونا ہے۔اس کے سوا کچھ نہیں ہوسکتا۔ایک کی بجائے دوسرا آئے گا تب بھی آزادی نصیب نہیں ہوگی۔آزادی کردار کی حفاظت سے اور کردار کی آزادی سے نصیب ہوا کرتی ہے۔اُس کی طرف متوجہ ہوں اور یہ کردار اُس وقت تک آزاد نہیں ہوسکتا جب تک ہمارے رہنماؤں کی عقلیں اور اُن کے دل آزاد نہیں ہوتے۔کھلم کھلا وہ عوام کو جا کر کہیں ہمیں کوئی دلچسپی نہیں اُس طاقت میں جس میں تم آزاد نہ ہو۔جو باوقار نہ ہو اس لئے ہم کوئی ایسا سودا کسی سے نہیں کریں گے جس میں وہ زنجیریں رنگ بدل کر دوبارہ ہمارے ہاتھوں کو پہنائی جائیں۔وہ طوق نئی شکل میں دوبارہ ہماری گردنوں میں آویزاں کئے جائیں جو پہلے بھی تھے۔اس لئے یہ بہت ہی اہم وقت ہے، بہت ہی نازک وقت ہے۔

جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے میں جانتا ہوں کہ ایک عالمگیر جماعت ہے، پاکستانی جماعت نہیں ہے لیکن پاکستان میں بھی تو جماعت ہے اور بڑی بھاری تعداد میں ہے اور اسلام کی اخوت عالمگیر ہے۔اس لئے میں صرف پاکستانی احمدی کو اپیل نہیں کرتا۔تمام دنیا کے احمدیوں کو اپیل کرتا ہوں کہ اسلام کی باہمی اخوت اور محبت کی خاطر اس مظلوم وطن کے لئے پاکستان کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس نہایت نازک دور میں ہمارے سربراہوں کی آنکھیں کھولے ہماری فوج کے سربراہوں کو شعور عطا کرے وہ سمجھیں کہ اب دوبارہ ہمیں اُس سیاست میں ملوث نہیں ہونا چاہئے جس سے خدا تعالیٰ نے ایک دفعہ نکلنے کا موقع عطا فرما دیا ہے۔اس سے اچھا موقع نہ کبھی فوج کو نصیب ہوگا، نہ کبھی پاکستانی عوام الناس کو نصیب ہوگا، نہ سیاست دانوں کو نصیب ہوگا۔صرف خطرہ یہ ہے کہ بعض سیاست دان بعض دوسرے سیاست دانوں سے جلیں گے اور حسد کریں گے۔اگر اُن کو یہ خطرہ ہوا کہ اس جمہوری دور میں جو آئندہ آنے والا ہے ہم نہیں آئیں گے بلکہ کوئی اور آجائے گا۔تو وہ جو زیادہ خطرناک لوگ ہیں وہ دوڑیں گے دوبارہ فوج کی طرف، وہ دوبارہ اپنے بیرونی آقاؤں کے

پاس جائیں گے اور اُن کو اُکسائیں گے اور اُن کو بتائیں گے کہ اگر فلاں آ گیا تو نہایت خطرناک نتیجے نکلیں گے۔ اس لئے تم جو کچھ بھی بن سکتا ہے ہمیں تحفظ دو، کسی طرح ہمیں دوبارہ لے آؤ اور بعینہٖ یہی کچھ آج پاکستان میں ہو رہا ہے۔ جونیجو صاحب بھی اسلام آباد پہنچ گئے ہیں۔ الف بھی پہنچ گیا ہے، ب بھی پہنچ گیا ہے اور یوں لگتا ہے جیسے سارا ملک اس وقت سازشوں کی کھچڑی بن گیا ہے۔ ہر شخص دوڑ رہا ہے کہاں طاقت ہے اُس سے میں تعلقات بڑھاؤں اور کسی طرح اُس طاقت کے ذریعے ملک پر مسلط ہوں خواہ عوام کی طاقت مجھے نصیب ہو یا نہ ہو۔ یہ دوڑ ہے جو اس وقت جاری ہے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ کسی کو کسی سے خطرہ نہیں ہے۔ خطرہ ہے صرف بے اطمینانیوں سے، بے اعتمادیوں سے اور حسد سے اس لئے جہاں دوسری دعائیں کریں وہاں مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ (الفلق:٦) کی دعا خصوصیت کے ساتھ کریں۔ مجھے ڈر ہے کہ اس وقت پاکستان کے حالات میں سب سے بڑا خطرہ حسد سے ہے۔ بہت سے ایسے سیاست دان ہیں جو یہ چاہیں گے کہ فوج مسلط رہے، امریکہ مسلط رہے مگر ہمارا رقیب نہ اوپر آ جائے۔

رات کے وقت مے پیئے، ساتھ رقیب کو لئے
آئے وہ یاں خدا کرے، پر نہ کرے خدا کہ یوں (دیوان غالب صفحہ:۱۸۹)

یہ شعر ہے جو اس وقت ملک پر اطلاق پا رہا ہے۔ سب کہتے ہیں آزادی آئے آزادی آئے لیکن رقیب کے ساتھ نہ آئے بغیر رقیب کے آئے تو پھر منظور ہے۔ اللہ تعالیٰ عقل دے ان کو توفیق دے۔ آزادی تو آنے دیں۔ جب قومیں آزاد ہو جایا کرتی ہیں باشعور ہوتی ہیں، بااخلاق ہوتی ہیں، بااصول ہوتی ہیں تو سیاستیں کسی ایک کو ہمیشہ کے لئے مسلط نہیں کیا کرتیں۔ یہی تو سیاست کا فائدہ ہے۔ یہی تو آمریت کا نقصان ہے جس میں ایک طاقت کو ہمیشہ کے لئے مسلط کر دیا جاتا ہے یا ایک ہی قسم کی طاقت کے نمائندوں کو مسلط کر دیا جاتا ہے۔ اس لئے یہ کیوں صبر سے کام نہیں لیتے۔ کیوں نہیں دیکھتے کہ سیاست میں حالات بدلا کرتے ہیں۔ آج چرچل ہے تو کل کوئی اور آ جائے گا۔ آج روز ویلٹ ہے تو کل کوئی اور آ جائے گا۔ یہ حالات آزاد قوموں میں، باشعور قوموں میں ہمیشہ تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ یہی تو سیاست کی خوبی ہے کہ ہر شخص کو آزادی ہے اور کوئی اکراہ نہیں ہے۔ آپ اُن سے بہتر باتیں لوگوں سے کہیں جو اس وقت مسلط ہونے والے ہیں۔ اُن سے زیادہ عقل کی باتیں

لوگوں کو سمجھائیں، اُن کی غلطیوں کو لوگوں کے سامنے ننگا کریں اور دیکھیں پھر رفتہ رفتہ مزاج بدلتے ہیں لیکن جو ڈیموکریسی آزاد ہوتی ہوئی دکھائی دے رہی ہے دوبارہ اگر اُس ڈیموکریسی کو زنجیریں پہنانے میں کوئی کردار ادا کیا تو ہمیشہ کے لئے قوم کی نگاہ میں اور آئندہ مؤرخین کی نگاہ میں آپ غداروں کی فہرست میں لکھے جائیں گے اور پھر یہ قوم اور خطرات میں مبتلا ہوگی جو مجھے نظر آرہے ہیں۔ خانہ جنگی بھی ہوسکتی ہے اور کئی قسم کے ایسے مہلک اور بھیانک خطرات ہیں جو چاروں طرف سے پاکستان کے اوپر نظریں جمائے ہوئے ہیں۔ اس لئے یہ کوئی معمولی بات نہیں۔ ایک دوسرے کے ساتھ کھیلنے یا حسد کے زمانے گزر گئے۔ ان کے نتیجے میں معمولی نقصان ہوا کرتے تھے اب ساری قوم کی بقا کو خطرہ ہے اس لئے خدا کے لئے ان سازشوں کو اب ختم کریں اور خدا تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے حالات کو اپنی نہج پر چلنے دیں۔ ان میں دخل نہ دیں اور جو جائز کوشش ہے عوام الناس کے سامنے آنے کی وہ پوری اختیار کریں۔ اللہ تعالیٰ ہماری قوم کو عقل دے اور سمجھ دے اور تمام دنیا کے احمدیوں کو درد دل سے دعاؤں کی توفیق عطا فرمائے۔

**میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ احمدیوں کی دعاؤں میں عظیم الشان طاقت ہے۔ بہت ہی بڑی طاقت ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی خاطر ہم نے اپنا سب کچھ بیچ ڈالا ہے، اس کا نام بیعت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سب وفاداروں سے بڑھ کر وفادار ہے ہم گناہ گار بھی ہیں اس کے باوجود ہماری دعائیں سن لیتا ہے، ہم تعجب سے دیکھتے ہیں، یہ کیا بات ہے۔ ہم اس لائق نہیں، ہم میں کوئی تقدس نہیں ہے پھر بھی وہ سنتا ہے اس لئے کہ بہت ہی وفا کرنے والا ہے۔ یہ دنیا کی طاقتیں تو ہرگز وفا کرنے والی نہیں ہیں۔** آپ نے دیکھا نہیں شاہ ایران کا کیا انجام ہوا تھا؟ یا کابل کے ایک کے بعد دوسرے سربراہ کا کیا انجام ہوا تھا۔ روس ہو یا امریکہ ہو کسی میں کوئی وفا نہیں ہاں ہمارے خدا میں وفا ہے اور وہ سب وفاداروں سے بڑھ کر وفادار ہے۔ اس لئے میں جانتا ہوں یقین کے ساتھ آپ کو بتا رہا ہوں کہ آج دنیا میں سب سے طاقتور چیز احمدی کی دعا ہے۔ اس لئے آپ دعاؤں پر توکل کریں خدا نے آپ کو نشان دکھائے ہیں ان دعاؤں کے۔ اب آپ کو کیا حق ہے کسی قسم کے شک کو دل میں جگہ دیں۔ دعائیں کریں اور پورے یقین اور کامل توکل کے ساتھ دعائیں کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی نصرت فرمائے گا، اور پاکستان میں اگر حالات بہتر ہوئے اور امن کے حالات قائم ہو گئے اور انسانی

عزت اور وقار کو دوبارہ وہ جگہ عطا ہوگئی جو کسی زمانے میں اس ملک کو عطا ہو چکی تھی تو آپ دیکھیں گے کہ تمام دنیا میں خدا کے فضل سے احمدیت کی نشوونما کا بھی ایک نیا دور آجائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:

آج مجھے سفر پر جانا ہے اس لئے احباب سے درخواست ہے کہ سفر کی کامیابی کے لئے بھی دعا کریں۔ اس سفر کا پیش نظر انشاء اللہ جمعہ کے ساتھ نماز عصر بھی جمع ہوگی۔